۲ رمضان المبارک ۱۴۴۷ھ / 20 فروری 2026ء

رحمتِ الٰہی کا ذریعہ...

ادائیگیِ زکوٰۃ

مع تذکرۂ خاتونِ جنّت رضی اللہ تعالیٰ عنہا

مجلسِ علماءِ نظامیہ پاکستان مرکزی دفتر جامعہ نظامیہ رضویہ
اندرون لوہاری گیٹ لاہور

گزشتہ خطبات حاصل کرنے کے لیے ویب سائٹ ملاحظہ کریں: khutbatenizamia.com/یا QR code سکین کریں:

042-37374429 0315-7374429 munpk7374429@gmail.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ، أَمَّا بَعۡدُ فَاَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ

وَمِنَ الۡاَعۡرَابِ مَنۡ یُّؤۡمِنُ بِاللّٰہِ وَالۡیَوۡمِ الۡاٰخِرِ وَیَتَّخِذُ مَا یُنۡفِقُ قُرُبٰتٍ عِنۡدَ اللّٰہِ وَصَلَوٰتِ الرَّسُوۡلِ ؕ اَلَاۤ اِنَّہَا قُرۡبَۃٌ لَّہُمۡ ؕ سَیُدۡخِلُہُمُ اللّٰہُ فِیۡ رَحۡمَتِہٖ ؕ اِنَّ اللّٰہَ غَفُوۡرٌ رَّحِیۡمٌ ۔ [التوبۃ9:99]

اِس بات میں کوئی شک نہیں کہ ساری مخلوق ہر لمحہ رحمتِ الٰہی کی محتاج ہے۔ اللہ پاک مہربانی فرمائے تو بندے کے لیے ہر شے خیر و بھلائی کا ذریعہ بن جاتی ہے اور اُس کا فضل واحسان نہ ہو تو دُنیا و آخرت میں کوئی بھلائی میسّر نہیں ہوتی۔

ہماری خوش نصیبی ہے کہ ربِّ کریم جَلَّ مَجْدُہٗ نے اپنی رحمتوں سے نوازنے کے لیے ہمیں زندگی میں ایک بار پھر ماہِ رمضان کے مقدّس لمحات عطا فرمائے ہیں۔ اِس ماہِ مبارک میں اللہ پاک اپنی رحمتوں کے دروازے کھول دیتا ہے اور بندوں پر بے حد مہربانیاں فرماتا ہے، یعنی ماہِ رمضان رحمتِ الٰہی حاصل کرنے کا خاص موقع ہے؛ چنانچہ ہمیں چاہیے کہ اِس مبارک مہینے میں زیادہ سے زیادہ ایسے کام کریں جن سے اللہ تعالیٰ خوش ہوتا ہے؛ تاکہ ہمیں بھی رحمت سے وافر حصّہ نصیب ہو۔

نیکیوں کی ترغیب کے لیے اِس سے بڑی بات کیا ہوگی کہ رمضان میں ربِّ کریم کی طرف سے یہ اِعلان کیا جاتا ہے: یَابَاغِیَ الۡخَیۡرِ أَقۡبِلۡ! وَیَابَاغِیَ الشَّرِّ أَقۡصِرۡ! "اے بھلائی چاہنے والے آجا! (اللہ و رسول کی اِطاعت کی طرف... راہِ جنّت کی طرف... عبادت و مسجد کی طرف؛ کیونکہ اب تھوڑے کام پر بڑا اِنعام ملے گا، یہ کمائی کا موسم ہے) اور اے بُرائی کا اِرادہ کرنے والے (نافرمانی سے) باز رَہ!"[1]

رمضان المبارک میں روزے، تراویح، تلاوت و سماعتِ قرآنِ مجید اور دیگر اُمورِ خیر رحمتِ اِلٰہی حاصل کرنے کے لیے ہی ہیں۔ یوں ہی مسلمانوں کی ایک بڑی تعداد حصولِ رحمت کے لیے ماہِ پُر نور میں زکوٰۃ کا فریضہ بھی ادا کرتی ہے۔

خاتونِ جنّت سیدتنا فاطمہ زہرا سَلَامُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلٰی أَبِیۡہَا وَعَلَیۡہَا کے یومِ مبارک کی مناسبت سے یہ بات بھی بہت خوب ہے کہ رحمتِ الٰہی حاصل کرنے کا سلیقہ سیکھنا ہو تو سرکارِ دو عالَم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّم کی شہزادی محترمہ کی پاکیزہ سیرت سے راہ نمائی حاصل کی جائے۔ راہِ خدا میں خرچ کرنے سمیت سبھی اُمورِ خیر میں آپ کی سیرتِ مبارکہ اُمّت کے لیے مَشعلِ راہ ہے۔

چنانچہ آج کا خطبہ "رحمتِ الٰہی کا ذریعہ... ادائیگیِ زکوٰۃ"[2] کے عنوان سے ہوگا اور فضائلِ زکوٰۃ کے ساتھ اُن بنیادی مسائل کو بھی ذکر کیا جائے گا جن کا سیکھنا ہر مال دار شخص پر فرض ہے، نیز ذکرِ خاتونِ جنّت رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہَا سے بھی برکت حاصل کی جائے گی، اِن شاء اللہ۔

---

[1] جامع ترمذی، حدیث: 682۔ سنن ابن ماجہ، حدیث: 1642۔ صحیح لغیرہٖ

[2] اگرچہ قواعِد کے مطابق دُرُست لفظ "ادائی" ہے، نہ کہ "ادائیگی"... مگر عوامی سہولت کے لیے "ادائیگی" لکھا گیا ہے اور یہ مستند لغات میں مذکور بھی ہے۔

ادائیگیِ زکوٰۃ کے ذریعے حصولِ رحمت

قرآن وسنّت کی متعدّد نصوص میں یہ واضح فرمایا گیا ہے کہ زکوٰۃ ادا کرنا اللہ کریم کی رحمت پانے کا اہم ذریعہ ہے۔

بشارتِ رحمت: سورۂ توبہ میں خالقِ کریم نے اُن خوش نصیبوں کا ذکر فرمایا جو راہِ خدا میں اِس نیّت سے خرچ کرتے ہیں کہ اُن کے صدقات وخیرات اور زکوٰۃ اللہ تعالیٰ کے قرب کا ذریعہ بنیں اور اُنھیں سرکارِ دوعالَم ﷺ کی دُعائیں نصیب ہوں۔ باری تعالیٰ نے ایسے حضرات کے انعامات کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا: اَلَآ اِنَّهَا[1] قُرْبَةٌ لَّهُمْ ؕ سَيُدْخِلُهُمُ اللّٰهُ فِيْ رَحْمَتِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ۔ ”سُن لو! بے شک خرچ کرنا/رسولِ کریم کا دُعا سے نوازنا اُن کے لیے قربِ الٰہی کا ذریعہ ہے... اللہ اُنھیں عن قریب اپنی رحمت میں داخل فرمائے گا... بے شک اللہ بہت بخشنے والا، نہایت مہربان ہے۔“ [التوبۃ 99:9]

ایک آیتِ کریمہ میں ارشاد ہے: وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ۔ ”نماز قائم رکھو! زکوٰۃ دیتے رہو اور رسول اللہ کی فرماں برداری کرتے رہو! اِس امید پر کہ تم رحمت سے نوازے جاؤ۔“ [النور 56:24]

زکوٰۃ ادا کرنے والوں کے لیے اِس آیتِ کریمہ میں بھی بڑی بشارت ہے: وَرَحْمَتِيْ وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ ؕ فَسَاَكْتُبُهَا لِلَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَالَّذِيْنَ هُمْ بِاٰيٰتِنَا يُؤْمِنُوْنَ۔ ”میری رحمت ہر چیز کو وسیع ہے تو عن قریب میں اپنی رحمت اُن کے لیے لکھ دوں گا جو پرہیز گار ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور وہ ہماری آیتوں پر ایمان لاتے ہیں۔“ [الاعراف 156:7]

اُسوۂ حَسَنہ: حضور جانِ رحمت ﷺ سب سے بڑے سخی ہیں، سارا سال ہی آپ ﷺ کی سخاوت اُس عروج پر رہتی کہ اُس کی مثال پیش نہیں کی جاسکتی، مگر رمضان المبارک میں جُود وکرم کا سمندر اِس موج پر ہوتا ہے کہ سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا:

- كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَجْوَدَ النَّاسِ۔ رسول اللہ ﷺ مخلوق میں سب سے بڑے سخی اور داتا ہیں۔
- وَكَانَ أَجْوَدُ مَا يَكُوْنُ فِيْ رَمَضَانَ حِيْنَ يَلْقَاهُ جِبْرِيْلُ، وَكَانَ يَلْقَاهُ فِيْ كُلِّ لَيْلَةٍ مِّنْ رَمَضَانَ فَيُدَارِسُهُ الْقُرْآنَ۔ رمضان المبارک میں آپ کی سخاوت کا سمندر خوب مَوج پر ہوتا، جب ہر رات کو جبریلِ امین علیہ السلام حاضرِ خدمت ہو کر آپ ﷺ کے ساتھ قرآنِ مجید کا دَور کرتے تھے۔
- فَلَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَجْوَدُ بِالْخَيْرِ مِنَ الرِّيْحِ الْمُرْسَلَةِ۔ تب تو جانِ رحمت ﷺ تیز ہوا سے بھی زیادہ خیر کی سخاوت فرماتے تھے (ہوا کا فائدہ بھی ہر ایک کو ملتا ہے، رمضان میں حضورِ اقدس ﷺ کی سخاوت سے بھی ہر ایک فیض یاب ہوتا ہے)۔ (صحیح بخاری: 6)

---

[1] يَقُوْلُ تَعَالٰى ذِكْرُهٗ: أَلَا إِنَّ صَلَوَاتِ الرَّسُوْلِ قُرْبَةٌ لَهُمْ مِنَ اللّٰهِ، وَقَدْ يَحْتَمِلُ أَنْ يَكُوْنَ مَعْنَاهُ: أَلَا إِنَّ نَفَقَتَهُ الَّتِيْ يُنْفِقُهَا كَذٰلِكَ قُرْبَةٌ لَهُمْ عِنْدَ اللّٰهِ۔ (جامع البیان عن تأویل آی القرآن [تفسیر الطبری]، تحت الآیۃ)

مسائلِ زکوٰۃ جاننے کی ضرورت

دین کی تکمیل کے لیے ضروری تمام باتوں کا علم حاصل کرنا فرض ہے۔ درست عقائد، ارکانِ اسلام کے ضروری مسائل، دل سے متعلق ضروری اُمور اور اپنے شعبے کے شرعی احکام وغیرہ... اِن سب چیزوں کا علم حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔

چنانچہ ہر مال دار شخص پر زکوٰۃ سے متعلق کم از کم پانچ سوالات کے جوابات سیکھنا لازم ہے: 1) زکوٰۃ کس پر فرض ہے؟ 2) کون سے اموال کی زکوٰۃ فرض ہے؟ 3) کب فرض ہوتی ہے؟ 4) کتنی مقدار ادا کرنا فرض ہے؟ 5) کس کو ادا کرنی ہے؟

زکوٰۃ کس پر فرض ہے؟

وہ سمجھ دار بالغ مسلمان جو بنیادی ضروریاتِ زندگی[1] اور قرض کے علاوہ 52.5 تولے / 612.36 گرام چاندی یا اِس کی قیمت کے برابر نقدی (Cash) یا سامانِ تجارت وغیرہ کا مکمل طور پر مالک (Owner) ہو اُس پر زکوٰۃ ادا کرنا فرض ہے۔

نوٹ: حکومتِ پاکستان نے 2026ء/1447ھ کے لیے زکوٰۃ کا نصاب تقریباً پانچ لاکھ ساڑھے تین ہزار (503,529) روپے مقرر کیا ہے۔[2]

نصاب میں سونے کا اعتبار ہوگا یا چاندی کا؟ جو شخص سونے کے علاوہ کسی بھی چیز کا مالک نہ ہو اُس پر سونے کی زکوٰۃ تب فرض ہوگی جب اُس کا وزن 7.5 تولے یا اِس سے زیادہ ہو، البتہ اگر سونے کے ساتھ چاندی / کرنسی یا دیگر مذکورہ چیزیں موجود ہوں تو سونے اور دیگر تمام چیزوں کی مالیت کو جمع کیا جائے گا، مجموعہ 612 گرام چاندی کی قیمت کو پہنچ جائے تو زکوٰۃ فرض ہے۔

فرضیت معلوم کرنے کا طریقہ: بنیادی ضروریاتِ زندگی کے علاوہ جن چیزوں کے آپ مالک ہیں، مثلاً نقدی [Cash]، سونا چاندی کی قیمت، سامانِ تجارت کی قیمت اور لوگوں کو دیا ہوا قرض،[3] انشورنس کی جمع کرائی ہوئی رقم،[4] مکان وغیرہ کی حفاظت کے لیے دی ہوئی پیشگی رقم (ایڈوانس)، کمیٹی کی جمع کرائی ہوئی قسطیں وغیرہ، اِن سب کو جمع کریں، پھر اِس سے قرض[5] کو مِنہا (Minus) کر دیں، اگر باقی رقم مذکورہ بالا نصاب کے برابر یا زیادہ ہو تو آپ صاحبِ نصاب ہیں اور زکوٰۃ فرض ہے۔

---

[1] جن چیزوں کے بغیر زندگی گزارنا مشکل ہوتا ہے، جیسے رہائش کا گھر، استعمال کا لباس اور ضرورت کی سواری۔

[2] 17 فروری 2026ء کو لاہور کے صرافہ بازار میں چاندی کا ریٹ 9,200 روپے فی تولہ تھا، اِس حساب سے نصاب 483,000 ہزار روپے ہے۔

[3] حساب کی آسانی اِسی میں ہے کہ جو قرض لوگوں کو دیا ہوا ہے اُس کی زکوٰۃ سال بہ سال ادا کرتا رہے۔ (فتاوٰی رضویہ: 10/133۔ بہارِ شریعت: 1/906، ملخصًا)

[4] اگرچہ انشورنس کرانا شرعی طور پر ناجائز ہے۔

[5] مسئلہ: جو قرض زکوٰۃ لازم ہونے کے بعد لیا ہو اُسے نصاب سے مِنہا (Minus) نہیں کیا جائے گا۔
مسئلہ: طویل المیعاد دَین... جسے فوری طور پر ادا نہیں کرنا (مثلاً کوئی سامان اُدھار پر لیا اور اُس کے ثمن کی کچھ قسطیں ابھی ادا کرنی ہیں)، اُس کی زکوٰۃ فرض ہے۔

دورانِ سال نصاب میں کمی کا حکم دورانِ سال اگر مال نصاب سے کم ہو جائے، مگر سال کے شروع اور آخر میں نصاب کی مقدار پوری ہو تو زکوٰۃ فرض ہے، البتہ اگر دورانِ سال تمام مال ہلاک / ختم ہو جائے تو جب دوبارہ نصاب کی مقدار مال حاصل ہو گا اُس تاریخ سے نیا سال شمار کیا جائے گا۔

خواتین پر زکوٰۃ: عورت مالکِ نصاب ہو تو اُس پر بھی زکوٰۃ فرض ہے۔ حضرت عَمرو بن شعیب نے اپنے آبائے کرام رحمۃ اللہ علیہم سے روایت کیا کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی خدمت میں دو خواتین حاضر ہوئیں، اُنھوں نے سونے کے کنگن پہنے ہوئے تھے۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: "کیا تم اِس سونے کی زکوٰۃ دیتی ہو؟" اُنھوں نے کہا: نہیں۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: أَتُحِبَّانِ أَنْ يُّسَوِّرَكُمَا اللهُ بِسِوَارَيْنِ مِنْ نَّارٍ؟ "کیا تم گوارا کرو گی کہ اللہ تعالیٰ اِن کے عوض تمھیں آگ کے دو کنگن پہنائے؟" اُنھوں نے کہا: نہیں۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: فَأَدِّيَا زَكٰوتَهٗ! "تو پھر اِس کی زکوٰۃ ادا کرو!" (جامع ترمذی، حدیث:637)

نوٹ: جن چیزوں کی مالک بیوی ہے شوہر پر بیوی کی طرف سے اُن کی زکوٰۃ ادا کرنا لازم نہیں، البتہ شوہر پر یہ لازم ہے کہ ہر ممکن طریقہ سے اپنی اہلیہ کو زکوٰۃ ادا کرنے کا حکم دے۔ (فتاوٰی رضویہ، ج:10، ص:132، 133، ملخصًا) تاہم اگر شوہر بیوی کی اِجازت سے اُس پر لازم ہونے والی زکوٰۃ ادا کر دے تو ادا ہو جائے گی۔

کون سے اموال کی زکوٰۃ فرض ہے؟

شرعی ضابطہ ہے کہ زکوٰۃ صرف اُس مال کی فرض ہے جو نامی / بڑھنے والا ہے۔[1] ہمارے پاس عموماً جو اموال موجود ہوتے ہیں شریعت نے اُن میں سے صرف تین قسم کے اموال کو بڑھنے والا قرار دیا ہے:

1) نقدی (Cash) بشمول پرائز بانڈ، چیک وغیرہ۔[2]

---

[1] سال کا اکثر حصہ بغیر اخراجات کے چرنے والے جانوروں (سائمہ) کی زکوٰۃ اور زمین کی پیداوار کے عُشر کے مسائل یہاں مذکور نہیں ہیں۔ اِن کے احکام بہارِ شریعت وغیرہ فقہی کتب سے معلوم کیجیے!

[2] ایک شخص نے (ادائے دین کے علاوہ) آئندہ پیش آنے والی کسی بنیادی ضرورت / حاجتِ اصلیّہ کے لیے رقم جمع کی اور اُسے استعمال کرنے سے پہلے سال پورا ہو گیا تو اُس رقم کی زکوٰۃ ادا کرنا فرض ہے، تاہم اگر سال پورا ہونے کے دن سے پہلے وہ رقم خرچ ہو چکی یا سال پورا ہونے کے دن وہ بنیادی ضرورت موجود ہے تو اُس رقم کی زکوٰۃ فرض نہیں۔ (بہارِ شریعت، ج:1 (ب)، ح:5، ص:881، م:29، مکتبۃ المدینہ، ملخصًا) فی ردّ المحتار: إِذَا أَمْسَكَهٗ لِيُنْفِقَ مِنْهُ كُلَّ مَا يَحْتَاجُهٗ فَحَالَ الْحَوْلُ وَقَدْ بَقِيَ مَعَهٗ مِنْهُ نِصَابٌ فَإِنَّهٗ يُزَكِّيْ ذٰلِكَ الْبَاقِيَ وَإِنْ كَانَ قَصْدُهُ الْإِنْفَاقَ مِنْهُ أَيْضًا فِي الْمُسْتَقْبَلِ لِعَدَمِ اسْتِحْقَاقِ صَرْفِهٖ إِلٰى حَوَائِجِهِ الْأَصْلِيَّةِ وَقْتَ حَوَلَانِ الْحَوْلِ بِخِلَافِ مَا إِذَا حَالَ الْحَوْلُ وَهُوَ مُسْتَحِقُّ الصَّرْفِ إِلَيْهَا۔ (ج:3، ص:218)

مسئلہ: زیارتِ حرمَین شریفَین کے لیے جمع کی ہوئی رقم پر زکوٰۃ فرض ہے۔ (فتاوٰی رضویہ، ج:10، ص:140، ملخصًا، رضا فاؤنڈیشن جامعہ نظامیہ رضویہ)

2) سوناچاندی خواہ وہ کسی بھی ہیئت وصورت میں ہوں، زیرِ استعمال ہوں یا فروخت کے لیے یا ویسے محفوظ کر رکھے ہوں۔[1]

قرآنِ حکیم میں سونے چاندی کو جمع کیے رکھنے اور زکوٰۃ ادا نہ کرنے والوں کے لیے سخت وعید ہے... ارشاد ہے: وَالَّذِیْنَ یَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا یُنْفِقُوْنَهَا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِیْمٍ. ”وہ لوگ جو سونا اور چاندی جمع کر رکھتے ہیں اور اُسے اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے انھیں دردناک عذاب کی خوش خبری سنا دیجیے۔“[التوبۃ9:34]

3) وہ چیز (سامان / اشیا / پراپرٹی) جسے تجارت (Trading) کے لیے خریدا ہو۔[2]

سامانِ تجارت سے متعلق وضاحت: ☆ جو چیز بیچنے کے لیے نہیں خریدی، اُس کی زکوٰۃ فرض نہیں، مثلاً: جامد اثاثہ جات (پراپرٹی، مشینری، اوزار وغیرہ) اور اسٹور (Store) میں پڑی فالتو چیزیں۔ (بہارِ شریعت، ج:1 (ب)، ص:883، ملخصًا)

☆ جس چیز کو خریدتے وقت بیچنے کی نیت نہیں تھی، بعد میں بیچنے کا اِرادہ کیا تو فروخت کرنے سے پہلے اُس کی زکوٰۃ لازم نہیں۔

☆ جو پراپرٹی یا کوئی اور چیز کرایہ پر دے رکھی ہے، اُس کی مالیّت (قیمت) کی زکوٰۃ فرض نہیں، سال پورا ہونے کی تاریخ میں اُس کا جتنا کرایہ موجود ہوگا اُسے باقی اموالِ زکوٰۃ کے ساتھ ملایا جائے گا، نصاب مکمل ہونے کی صورت میں سب کی زکوٰۃ لازم ہے۔

زکوٰۃ کب فرض ہوتی ہے؟

جس تاریخ کو کوئی شخص نصاب کا مالک بنے، چاند کے حساب سے اگلے سال اُسی تاریخ کو اگر وہ نصاب کا مالک ہے تو اُس پر زکوٰۃ ادا کرنا فرض ہے اور اب ادائیگی میں تاخیر کرنا گناہ ہے۔ (فتاوٰی رضویہ، ج:10، ص:202، رضا فاؤنڈیشن، جامعہ نظامیہ رضویہ)

کیا زکوٰۃ رمضان میں فرض ہوتی ہے؟ اگر رمضان المبارک سے پہلے کسی مہینے میں زکوٰۃ فرض ہو... مثلاً کوئی شخص پہلی بار 15 شعبان 1446ھ کو نصاب کا مالک ہوا، اِس کا سال 15 شعبان 1447ھ کو مکمل ہوگا... تو ایسے شخص کو رمضان آنے تک زکوٰۃ

مسئلہ: حج کے لیے رقم جمع کروا رکھی ہو اور قرعہ اندازی وغیرہ میں نام فائنل ہونے سے پہلے سال پورا ہو جائے تو اِس رقم کی زکوٰۃ لازم ہے اور نصاب کا 1/5 وصول ہونے پر ادائیگی فرض ہوگی۔ نام فائنل ہونے کے بعد سال پورا ہو تو لازم نہیں۔ (فتاوٰی اہلِ سنت (احکامِ زکوٰۃ)، ص:170، ملخصًا، مکتبۃ المدینہ)

مسئلہ: بچی کی شادی کے لیے جمع کیا جانے والا سونا اور رقم عموماً والدین کی ملکیت میں ہوتے ہیں، اِس لیے دیگر شرائط پائے جانے کی صورت میں اِن کی زکوٰۃ فرض ہے۔ (فتاوٰی اہلِ سنت، ص:107) البتہ نابالغ بچی کو مالک بنا دیا تو جب تک وہ بالغ نہ ہو اِن کی زکوٰۃ لازم نہیں۔ (فتاوٰی رضویہ، ج:10، ص:144، 145)

[1] جو زیور گروی رکھا ہوا ہے اُس کی زکوٰۃ فرض نہیں، نہ گروی رکھنے والے پر، نہ لینے والے پر... نہ اب، نہ بعد میں۔ (فتاوٰی رضویہ، ج:10، ص:146، ملخصًا)

[2] جس چیز کو خریدا نہیں وہ نیتِ تجارت سے مالِ تجارت نہیں قرار پائے گی، جیسے جانور خریدا؛ تاکہ اُس کے بچوں کو بیچیں تو پیدا ہونے والے بچوں کی زکوٰۃ فرض نہیں۔ (فتاوٰی اہلِ سنت (احکامِ زکوٰۃ)، ص:583)

کی ادائیگی کو مؤخر کرنا جائز نہیں، بلکہ 15 شعبان کو ہی زکوٰۃ ادا کرے۔ اگر یہ رمضان شریف کی فضیلت حاصل کرنا چاہے تو آئندہ سال کی زکوٰۃ پیشگی طور پر اِس رمضان میں ادا کر سکتا ہے۔

☆ اگر کوئی شخص وقتاً فوقتاً شرعی فقرا کو زکوٰۃ کے مال سے دینا چاہتا ہے تو اِس کا طریقہ یہ ہے کہ وہ زکوٰۃ کی نیت سے آئندہ سال کی زکوٰۃ پیشگی طور پر دیتا رہے اور سال مکمل ہونے پر جتنا دے چکا اُس کا حساب کر لے... اگر زکوٰۃ اُتنی ہی بنتی ہو جتنی دے چکا ہے تو فرض ادا ہو چکا، زیادہ ادا کر چکا ہے تو اِضافہ کو آئندہ سال کی زکوٰۃ میں شمار کر سکتا ہے، کم دیا ہے تو بقیہ کو سال پورا ہونے کے دن ادا کر دے۔[1]

ہر مال کا الگ سال نہیں: مختلف اوقات میں حاصل ہونے والے سونا، چاندی، نقدی اور سامانِ تجارت پر الگ الگ سال گزرنا ضروری نہیں۔ سال پورا ہونے کے دن مالکِ نصاب کے پاس جتنا مالِ زکوٰۃ موجود ہو، تمام کی زکوٰۃ ادا کرے گا۔

(بہارِ شریعت، ج:1، ح:5، ص:884، م:43، مکتبۃ المدینہ، ملخصًا)

زکوٰۃ کتنی ادا کرنا فرض ہے؟

ہر قسم کے مال سے 40/1، یعنی 2.5٪ زکوٰۃ ادا کرنا لازم ہے۔ مثلاً ایک لاکھ روپے کی زکوٰۃ اڑھائی ہزار روپے ہے۔

مولَی المسلمین سیدنا علی کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْہَہٗ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: فَهَاتُوْا صَدَقَةَ الرِّقَةِ مِنْ كُلِّ أَرْبَعِيْنَ دِرْهَمًا دِرْهَمًا... "چاندی کی زکوٰۃ ہر چالیس درہم میں سے ایک درہم ادا کرو۔" (جامع ترمذی، حدیث:620)

مقدارِ زکوٰۃ سے متعلق اہم اُمور:

☆ زکوٰۃ ادا کرنے میں سامان کی قیمتِ خرید کا اعتبار نہیں، بلکہ جس جگہ مالِ زکوٰۃ موجود ہے اُس جگہ کے مارکیٹ ریٹ کا 2.5٪ ادا کرنا لازم ہے۔ (بہارِ شریعت، ج:1 (الف)، ص:908۔ فتاوٰی رضویہ 10/133)

☆ تھوک (Wholesale) کے تاجروں پر تھوک ریٹ کا 2.5٪ بطورِ زکوٰۃ ادا کرنا لازم ہے اور پرچون (Retail) کے تاجروں پر پرچون ریٹ کا 2.5٪ فرض ہے۔ (فیضانِ زکوٰۃ، ص:41، ملخصًا، مکتبۃ المدینہ)

☆ زکوٰۃ کے طور پر سامان یا سونا چاندی کو ادا کرنا بھی جائز ہے۔ مثلاً کسی شخص کی کپڑے کی دکان ہے اور وہ کپڑے ہی بطورِ زکوٰۃ پیش کرنا چاہے تو ایسا کر سکتا ہے، اِس صورت میں اِن کپڑوں کے مارکیٹ ریٹ کے برابر زکوٰۃ ادا ہو جائے گی۔ (بہارِ شریعت، ج:1، ص:909)

---

[1] سیدنا علی مرتضٰی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ فرماتے ہیں: أَنَّ الْعَبَّاسَ سَأَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم فِيْ تَعْجِيْلِ صَدَقَتِهٖ قَبْلَ أَنْ تَحِلَّ، فَرَخَّصَ لَهٗ فِيْ ذٰلِكَ۔ سیدنا عباس رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ نے آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے زکوٰۃ فرض ہونے سے قبل ہی اُسے ادا کرنے کی اِجازت طلب کی تو آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اُنھیں رُخصت عطا کی۔ (جامع ترمذی، حدیث:678)

زکوٰۃ کسے دینی ہے؟

وہ صحیح العقیدہ مسلمان جو بنیادی ضروریاتِ زندگی[1] اور قرض کے علاوہ 612.36 گرام چاندی یا اِس کی قیمت کے برابر نقدی یا سامان وغیرہ کا مالک نہ ہو اُسے زکوٰۃ دینا جائز ہے۔ پیشہ وَر بھکاری عموماً مالکِ نصاب ہوتے ہیں، ایسے لوگوں کو مالِ زکوٰۃ دینا جائز نہیں۔

نیّت ضروری ہے، بتانا ضروری نہیں: زکوٰۃ کی ادائیگی کے لیے مال الگ کرتے وقت یا مستحق کو دیتے وقت دل میں زکوٰۃ ادا کرنے کی نیت ہونا ضروری ہے، مستحق کو بتانا ضروری نہیں کہ مالِ زکوٰۃ ہے۔ سفید پوش مستحق کو زکوٰۃ کے بجائے ہدیہ وغیرہ کہہ کر دینا ہی مناسب ہے۔

مالک بنانا: زکوٰۃ کی ادائیگی کے لیے مستحق کو مالک (Owner) بنانا ضروری ہے؛ اِسی لیے زکوٰۃ کی رقم مسجد کو نہیں دی جاسکتی۔ زکوٰۃ کی رقم سے غریبوں کو واجب الادا قرض (Loan) دینا یا اُسے اِس قسم کے رِفاہی (Welfare) کاموں میں خرچ کرنا جائز نہیں۔

کن کو زکوٰۃ نہیں دے سکتے: اپنے ماں، باپ، دادا، دادی، نانا، نانی (اُصول) اور اولاد (فروع) کو زکوٰۃ نہیں دے سکتے۔ بیوی شوہر کو اور شوہر بیوی کو زکوٰۃ نہیں دے سکتے۔ باقی رشتہ داروں کو زکوٰۃ دی جاسکتی ہے، بلکہ مستحق رشتہ داروں کو زکوٰۃ دینا دوسرے مستحقین کو دینے سے بہتر ہے۔

☆ رسول اللہ ﷺ کے رشتہ داروں (سادات اور دیگر بنو ہاشم) کو زکوٰۃ نہیں دے سکتے۔

بینک سے زکوٰۃ کی کٹوتی: جن حضرات کے بینک اکاؤنٹس ہیں اُنھیں چاہیے کہ خود اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کریں، بینکوں کا نظامِ زکوٰۃ درست نہ ہونے کی وجہ سے اُن کے ذریعے ادائیگی یقینی نہیں ہوگی۔

اہم وضاحت: وجوبِ زکوٰۃ کے لیے نصاب کی مقدار مالِ نامی ہونا ضروری ہے، حرمانِ زکوٰۃ کے لیے نصاب کا نامی ہونا ضروری نہیں۔ یعنی کسی شخص کے پاس بنیادی ضروریات کے علاوہ نصاب کی مقدار ایسا مال ہے جو بڑھنے والا نہیں تو وہ مستحقِ زکوٰۃ نہیں ہے، اگرچہ اُس پر زکوٰۃ فرض بھی نہیں۔ مثلاً زید کے پاس بنیادی ضرورت سے زائد ایسی پراپرٹی ہے جو بیچنے کے لیے نہیں، تو زید پر اگرچہ اِس پراپرٹی کی زکوٰۃ ادا کرنا فرض نہیں، تاہم وہ دوسروں سے زکوٰۃ وصول بھی نہیں کرسکتا۔

مدارِس کو زکوٰۃ: زکوٰۃ کی ادائیگی میں دینی مدارس کو نہیں بھولنا چاہیے۔ دینی اِداروں کے طلبہ کے لیے زکوٰۃ پیش کرنے میں مستحقین کی مدد بھی ہے اور دین کی خدمت بھی۔

---

[1] جن چیزوں کے بغیر زندگی گزارنا مشکل ہوتا ہے، جیسے رہائش کا گھر، استعمال کا لباس اور ضرورت کی سواری۔

حرفِ آخر: خاتونِ جنّت کی طہارت اور زکوٰۃ کے ذریعے رحمت

بلاشبہ وبلامبالغہ ساری مخلوق ہر لمحہ ربِّ کریم کی رحمتِ بے پایاں کی محتاج ہے اور اُس کی رحمت کے بغیر دُنیاوآخرت میں کسی خیر و بھلائی کا حصول ممکن نہیں۔

رمضان المبارک رحمتِ الٰہی کا موسمِ بہار ہے، اِس ماہِ پُر نور میں اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر رحمت کی مُوسلا دھار بارش برساتا ہے۔ ضرورت اِس بات کی ہے کہ ہم مالکِ مہربان سے اُس کی رحمت کا سوال بھی کریں اور کام بھی وہی کریں جن کی برکت سے رحمتِ الٰہی کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں۔

رحمتِ خداوندی حاصل کرنے کا ایک اہم ذریعہ زکوٰۃ کی ادائیگی بھی ہے۔ متعدِّد آیاتِ مقدّسہ اور احادیثِ مُبارکہ میں زکوٰۃ ادا کرنے والوں کو رحمت کی خوش خبری عطا فرمائی گئی ہے۔ ادائے زکوٰۃ پر عطا ہونے والی بے شمار رحمتوں میں سے ایک یہ ہے کہ زکوٰۃ دینے والے کا مال پاک بھی ہو جاتا ہے اور دل کو بھی پاکیزگی (تزکیہ) کی دَولت سے نوازا جاتا ہے۔

تزکیہ وطہارت کا ذکر رسولِ پاک ﷺ کی پاکیزہ شہزادی محترمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ذکرِ پاک کے بغیر مکمل نہیں ہو سکتا۔ آپ کی طہارت ونَزاہت کا اندازہ اِس بات سے کیجیے کہ:

❖ ربِّ ذوالجلال کا قرآن آیتِ تطہیر کے ذریعے آپ کی پاکیزگی کا اعلان فرماتا ہے۔

آبِ تطہیر سے جس میں پَودے جَمے
اُس رِیاضِ نَجابت پہ لاکھوں سلام[1]

❖ آپ کی رگوں میں کائنات کی سب سے پاکیزہ ہستی امام الانبیا ﷺ کا خون دَوڑتا ہے۔

خونِ خَیْرُ الرُّسُل سے ہے جن کا خمیر
اُن کی بے لَوث طِینت پہ لاکھوں سلام[2]

❖ آپ کے مبارک القاب بھی آپ کی طہارت کا پتا دیتے ہیں، جیسے: طیّبہ... طاہِرہ... زاہِرہ... زاکیہ... اِن سب کا مفہوم یہ ہے کہ آپ کا ظاہر بھی سُتھرا ہے اور باطن بھی پاکیزہ ونورٌ علیٰ نور ہے۔

سیّدَہ زاہِرہ طیبہ طاہِرہ
جانِ احمد کی راحت پہ لاکھوں سلام

---

[1] رِیاض: باغ۔ نَجابت: خاندانی عظمت۔ جس باغ کے پودے تطہیر کے پانی سے پروان چڑھے، اُس کی خاندانی عظمت ووَجاہت پہ لاکھوں سلام!

[2] خَمِیر: اصل۔ جن کا مادۂ پیدائش خیر الرسل ﷺ کا خونِ مقدّس ہے اُن کی پاکیزہ وبے عیب فطرت اور عادات پر لاکھوں سلام ہوں!

❖ یہ خاندانِ رسالت مآب ﷺ کی عظمت و پاکیزگی کا ہی اِظہار ہے کہ اُنھیں زکوٰۃ نہیں دی جاسکتی؛ کیونکہ زکوٰۃ گناہوں کا دھوون ہے اور یہ حضرات طہارت کا پیکر ہیں۔ ع: تیری نسل پاک میں ہے بچہ بچہ نور کا

آج کے خطبہ میں زکوٰۃ کے اُن بنیادی مسائل کا بھی ذکر کیا گیا جنھیں سیکھنا ہر مال دار مسلمان پر فرض ہے۔

زکوٰۃ سے متعلق پانچ باتیں بنیادی ہیں:

1) وہ سمجھ دار بالغ مسلمان جو بنیادی ضروریاتِ زندگی اور قرض کے علاوہ 52.5 تولے / 612.36 گرام چاندی یا اِس کی قیمت کے برابر نقدی یا سامانِ تجارت وغیرہ کا مکمل طور پر مالک ہو اُس پر زکوٰۃ ادا کرنا فرض ہے۔
حکومت نے 2026ء/1447ھ کے لیے زکوٰۃ کا نصاب تقریباً پانچ لاکھ ساڑھے تین ہزار (503,529) روپے مقرر کیا ہے۔

2) شریعت نے فقط بڑھنے والے اموال کی زکوٰۃ فرض فرمائی ہے، جیسا کہ نقدی، سونا چاندی اور سامانِ تجارت۔

3) جس تاریخ کو کوئی شخص نصاب کا مالک بنے، ایک سال بعد چاند کے حساب سے اُسی تاریخ کو اگر وہ نصاب کا مالک ہے تو اُس پر زکوٰۃ ادا کرنا فرض ہے اور اب ادائیگی میں تاخیر کرنا گناہ ہے۔

4) ہر قسم کے مال سے 1/40، یعنی 2.5٪ زکوٰۃ ادا کرنا لازم ہے، مثلاً ایک لاکھ روپے کی زکوٰۃ اڑھائی ہزار روپے ہے۔

5) وہ صحیح العقیدہ مسلمان جو بنیادی ضروریاتِ زندگی اور قرض کے علاوہ 612.36 گرام چاندی یا اِس کی قیمت کے برابر نقدی یا سامان کا مالک نہ ہو اُسے زکوٰۃ دینا جائز ہے۔ پیشہ وَر بھکاری عموماً مالکِ نصاب ہوتے ہیں، ایسے لوگوں کو مالِ زکوٰۃ دینا جائز نہیں۔ نیز بنو ہاشم اور اپنے اُصول و فروع (باپ، دادا اور اولاد وغیرہ) کو زکوٰۃ نہیں دے سکتے۔

شرعی مسئلہ: شرعی عذر نہ ہو تو ہر بالغ مسلمان پر رمضان المبارک کے تمام روزے رکھنا فرض ہے اور اِس میں کسی طرح سے بھی سُستی کی کوئی گنجائش نہیں۔

شریعتِ مطہرہ نے رمضان المبارک کا احترام بھی فرض قرار دیا ہے؛ لہٰذا اگر کوئی شخص سُستی یا شرعی عذر کی وجہ سے روزہ نہ رکھے تو بھی اُسے ہرگز سرِعام کھانے پینے کی اِجازت نہیں۔ ایسا کرنا اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول ﷺ کے احکام کی کھلی خلاف ورزی اور توہین ہے۔ جو شخص ماہِ رمضان میں سرِعام کھائے پیے حاکمِ اسلام پر لازم ہے کہ اُسے سخت سزا دے، حتّٰی کہ فقہانے لکھا: حاکم ایسے شخص کو بطورِ سزا قتل بھی کروا سکتا ہے۔ پاکستان میں بھی احترامِ رمضان آرڈیننس (Ehtram-e-Ramazan Ordinance, 1981)[1] موجود ہے، کاش اُس پر عمل درآمد کیا جائے!

---

[1] اِسی نام سے یہ قانون انٹرنیٹ پر تلاش کر کے پڑھا جاسکتا ہے۔

اللہ تعالیٰ سرکارِ دوعالَم ﷺ کے طفیل ہمیں زیادہ سے زیادہ اعمالِ خیر بجالانے اور رحمتِ رمضان سے وافِر حصّہ حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے! مالکِ مہربان ہمیں زکوٰۃ سمیت تمام فرائض کو شرعی تقاضوں کے مطابق پورا کرنے کی سعادت سے نوازے!

قادرِ مطلق اہلِ غـــزہ سمیت دُنیا بھر کے مظلوم مسلمانوں کی مدد فرمائے، امریکہ اسرائیل گٹھ جوڑ کے شر سے اُمّت کو محفوظ رکھے! اور اسرائیل کو تمام اتحادیوں سمیت نشانِ عبرت بنائے!

ربِّ کریم اہلِ پاکستان کو ہر قسم کی اندرونی و بیرونی سازشوں سے محفوظ رکھے، ملک کی تمام سرحدات کی حفاظت فرمائے! اِسے امن و سلامتی کا گہوارہ بنائے! اور تمام اربابِ اختیار کو اسلام کا خدمت گزار اور عوام کا خیر خواہ کردے! آمین بجاہِ النّبیِّ الکریم ﷺ!